Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | سوموار۔ ۱۰۔ ذلیقعدہ ۱۴۱۳ھ، ۳۔ ہجرت ۱۳۷۲ ہش، ۳۔ مئی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۰۰

محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی تشویشناک علالت

ربوہ: ۲ مئی (ساڑھے گیارہ بجے دن) کل صبح محترم کرنل صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب برین ہیمرج کی وجہ سے اچانک بے ہوش ہو گئے تھے یہ کیفیت تا حال جاری ہے اور حالت تشویشناک ہے۔ شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے احباب جماعت سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری اور اسکی راہ میں کوشش اور سوز و گداز بہت کچھ نابود ہے۔ اعتدال نہیں کیا گیا۔ دنیا حدِّ اعتدال سے باہر ہو چکی ہے۔ دنیوی کاروبار میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ترقی ہو رہی ہے۔ مگر بھلا کسی نے ایسی کوشش بھی کی ہے کہ ایک دن اس کی موت کا مقرر ہے۔ اس سے بھی یہ خود اپنے آپ کو یا کوئی دوسرا شخص اس کو باز رکھ سکے یا بچا سکے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر کوئی موت کا یاد دلانے والا ہوگا تو اس کی بھی پروا نہ کریں گے اور ہنسی ٹھٹھے میں ٹال دیں گے۔ اکثر انسان بہت ہی غلطی پر ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۴۲-۶۴۳)

دعا اور کوشش کو پھل ضرور لگتے ہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خدا کے سپرد کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ذمہ داری خدا پر پھینک دے۔ اور جب یہ سوال پیدا ہو کہ تمہاری کوششوں کو پھل نہیں لگ رہے تو آدمی بڑی بے زاری سے یا بے تعلقی سے یہ کہہ دے کہ جی! میں نے جو کرنا تھا کر لیا۔ آگے اللہ کی مرضی۔ یہی بات کہ اللہ کی مرضی اور اللہ کا اختیار ایک صوفیانہ عشق کے ساتھ بھی بیان کی جاتی ہے اور ایک نہایت گستاخانہ بیہودہ طریق پر بھی بیان کی جاتی ہے۔ بات ایک ہی ہوتی ہے مگر اس کے نتائج بالکل مختلف نکلتے ہیں۔ وہ لوگ جو خدا کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی محبت میں پگھل کر یہ کہتے ہیں کہ وہ مالک ہے۔ جب چاہے گا دے گا اور ہم اس کی رضا پر ہر حال میں راضی ہیں یہاں تک کہ وہ نہ بھی دے گا تب بھی راضی ہیں۔ اس بات میں ایک غیر معمولی جذب پایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے بعض عظیم الشان کام دکھاتا ہے۔ بعض دفعہ بعض دعائیں اس اظہار کے نتیجہ میں مقبول ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ انسان کے دل کی کیفیت تو وہی رہتی ہے جو ہمیشہ سے ہے لیکن بعض دفعہ انسان ایک دکھے ہوئے دل کے ساتھ انتظار کرتے ہوئے کہ میری دعائیں قبول ہوں گی۔ ہوں گی۔ ہوں گی آخر یہ سوچتا ہے کہ کیوں نہیں ہوئیں۔ اس وقت دل بڑی پختگی کے ساتھ اس سارے مضمون پر غور کرتا ہے اور آخری نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ میں راضی ہوں۔ میرے اندر کوئی فتور نہیں ہے اور خدا کے حضور اپنے دل کی کیفیت اس طرح پیش کر دیتا ہے کہ اس وقت یہ بات دعا بن جاتی ہے۔ اور عظیم الشان جذب کی طاقت رکھتی ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کو جذب کرنے کی طاقت رکھتی ہے لیکن ایک بدتمیز آدمی جس کو کہا جائے کہ جی آپ کے سپرد یہ کام تھا۔ یا آپ نے ابھی یہ کام کیا نہیں تو وہ کہے کہ جی میں نے جو کرنا تھا کر دیا۔ آگے میرا کام نہیں نتیجہ نکالنا۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ اس بات میں بڑی سخت بدتمیزی اور گستاخی پائی جاتی ہے یعنی وہ سمجھتا ہے کہ میں نے تو پورا کامل کام کیا۔ اس میں کوئی نقص نہیں چھوڑا اور نہیں نکلتا تو خدا ذمہ دار ہے۔ میں ذمہ دار نہیں ہوں یہ بالکل اور مضمون ہے جیسا کوڑھی ہے۔ بعض لوگ بھاگتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسان کو ہلاک کرنے والا مضمون ہے اس لئے (ایمان دار) جہاں توکل رکھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ میری دعا کو ضرور پھل لگے گا۔ وہاں پھل میں دیر ہونے کی صورت میں اپنے عیوب تلاش کرتا ہے۔

(از خطبہ فرمودہ ۸ نومبر ۱۹۹۱ء)

درخواست دعا

مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

میرے والد مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے پتے کا اپریشن ۴ مئی ۱۹۹۳ء کو ہو رہا ہے احباب جماعت سے اپریشن کی کامیابی اور کامل شفاء کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

مکرمہ عابدہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد صاحب طاہر نائب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ کے نکاح کا اعلان مکرم چوہدری مظفر احمد ظفر صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالحق صاحب آف ناصر آباد ربوہ کے ساتھ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے مبلغ ۲۵ ہزار روپے حق مہر پر مورخہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۹۳ء کو ہال مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ میں فرمایا اور دعا کرائی۔ اُسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ خواتین میں محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ نے دعا کروائی اور عزیزہ کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

اگلے روز مکرم چوہدری عبدالحق صاحب نے اپنے مکان واقع ناصر آباد پر اپنے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔

مکرمہ عابدہ صدیقہ صاحبہ مکرم مولانا محمد منور صاحب کی پوتی ہیں۔

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کریں۔

تصحیح

مکرم ڈاکٹر نفیس احمد صاحب حامد کے نکاح کا اعلان ۲۴۔ اپریل کے شمارہ میں ہوا تھا۔ نکاح خواں کا نام سہواً غلط لکھا گیا۔ نکاح مکرم مولوی محمد یونس خالد صاحب نے پڑھایا تھا۔

(ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۔ ہجرت ۱۳۷۲ ہش ۳۔ مئی ۱۹۹۳ء

مانگنا اور ملنا

انسان اپنی مجبوری اور لاچاری کے وقت دعا کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی بات سُنی بھی جائے اور مانی بھی جائے ۔ وہ صرف اپنی مجبوری کی طرف دیکھتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق اپنی دعا کی قبولیت چاہتا ہے ۔ تاخیر ہو تو گھبرا جاتا ہے ۔ اور اس کے دل میں وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں ۔ خدا سنتا بھی ہے یا نہیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ وہ سُنتا ہے ۔ لیکن اس میں بھی تو کوئی شک نہیں کہ وہ ایک مقتدر ہستی ہے ۔ اور علیم و خبیر ۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کوئی کتنا مجبور اور لاچار ہے ۔ اسے کیا چاہیئے اور کب کچھ دینا اس کے لئے مفید ہو سکتا ہے ۔ اگر انسان اس حقیقت کو سمجھ جائے تو وہ یہ بات یقینی طور پر جان لے کہ مانگنا تو اس کا کام ہے ۔ دعا کی قبولیت ۔ قبولیت کا وقت اور قبولیت کا طریق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور انسان کی بہتری بھی اسی میں ہے ۔ کہ وہ جو چاہے اور جب چاہے مانگتا رہے لیکن دینے والا ۔ خدا ۔ اسے وہی کچھ دے جو اس کے لئے مفید ہے اور اسی وقت دے جب دینا مفید ہے ۔ اگر انسان ہی کی سوچ کے مطابق دعا کے نتیجے نکلیں تو یقیناً فساد پیدا ہو جائے ۔ انسان جب کچھ مانگتا ہے تو اس کی ضرورت کے ساتھ اس کے جذبات بھی شامل ہو جاتے ہیں ۔ اور جذبات حد سے آگے بھی نکل سکتے ہیں ۔ اور یہی بات فساد پیدا کرتی ہے ۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ وہ دعا سُن تو لیتا ہے ۔ لیکن دینے اور نہ دینے کا فیصلہ وہ خود کرتا ہے ۔ اور جو کچھ وہ کرتا ہے وہ انسان کی بھلائی ہی کے پیشِ نظر کرتا ہے ۔ انسان کی ہر بات ماننے سے ۔ اور جس طرح کہا گیا ہے اس طرح سے ۔ تو یہ مطلب ہوگا کہ اس دنیا کا کاروبار انسان کی مرضی کے مطابق چلے نہ کہ خدا کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہمیں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھ کر دعا کرنی چاہیئے کہ اس کی قبولیت یہی ہے کہ وہ کچھ ہو جو خدا ہمارے لئے بہتر سمجھتا ہے ۔ قبولیت یہ نہیں ہے کہ ہم نے جو مانگا ہمیں مل گیا ۔ چاہے اس ملنے سے ہم مشکلات ہی میں پھنس جائیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ ہمارے اچھے بُرے کو ہم سے زیادہ سمجھتا ہے اور ہمارے لئے ہر طرح اچھے نتائج کا خواہاں ہے ۔ پس مانگیئے اور خوب مانگیئے اور دینے والے پر چھوڑیئے کہ وہ کیا دیتا ہے اور کب دیتا ہے ۔

آپ کا دستِ کرم اور میرا سَر
اس سے بڑھ کر سروری کیا چیز ہے
کمتری اعزاز ہے میرے لئے
تم بتاؤ برتری کیا چیز ہے

ابوالاقبال

○

خُون ارزاں بے گُنہ کمزور انسانوں کا ہے
آج بوسنیا میں کیسا رقص شیطانوں کا ہے

خرمنِ امن دماں سے اُٹھ رہا ہے پھر دھُواں
قتل و خونریزی بھی اب اِک شغل نادانوں کا ہے

ان کے گھر تاریک ہیں دن میں بھی جیسے رات ہو
دن کا منظر رات بھر ان کے شبستانوں کا ہے

منفرد انداز ہے یہ بھی جنونِ عشق کا
شمع پر جلنے سے پہلے رقص پروانوں کا ہے

گھر سے وہ نکلے تو تھے سیرِ گلستاں کیلئے
چل پڑے ہیں جس پہ وہ رستہ بیابانوں کا ہے

دیکھ کر سنگِ گراں رستے میں عاقل رُک گئے
جا کے منزل پر رکیں گے عزم دیوانوں کا ہے

دیکھ لیتے ہیں رُخِ انور ہزاروں کوس سے
اِک کرشمہ یہ بھی یارب تیرے احسانوں کا ہے

جو بیاں کل تک نہ ہو سکتے تھے ان کی بزم میں
اب ہَوا کے دوش پر چرچا ان افسانوں کا ہے

مَے تو بالکل صاف ہے آلائشوں سے پاک ہے
رنگ جو اس میں جھلکتا ہے وہ پیمانوں کا ہے

رحمت اللہ شاکر

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

علمی مسائل

فرماتا ہے:۔

کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اپنے وجود سے خدا کی تسبیح کر رہا ہے (یہ مراد نہیں کہ منہ سے کر رہا ہے) اور پرندے بھی اپنے پر کھولے ہوئے جوّ میں پھر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی نماز کا طریق بھی جانتا ہے۔ اور تسبیح کا بھی اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ یعنی ہر ایک چیز اپنے وجود سے ثابت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بے عیب ہے کیونکہ اس کے لئے جس جس چیز کی ضرورت تھی وہ خدا تعالیٰ نے مہیا کی ہوئی ہے۔ مثلاً گوشت خور جانوروں کے لئے گوشت کھانے والے دانتوں کی ضرورت تھی سو خدا نے انہیں ایسے دانت مہیا کر دیئے جن سے وہ گوشت کھا سکتے ہیں پھر انہیں اتنی لمبی انتڑیوں کی ضرورت تھی جو گوشت کو ہضم کر سکتیں سو خدا نے انہیں ایسی انتڑیاں بھی دے دیں۔ اسی طرح گھاس خور جانوروں کے لئے گھاس کھانے والے دانت اور گھاس ہضم کرنے والی انتڑیاں موجود ہیں اور پرندوں کو بھی ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے پر کھول کر اڑ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے اپنی رہائش اور غذا کے لئے جوّ میں اڑنا ضروری ہے۔ پس وہ اپنی حیثیت سے خدا کی تسبیح کر رہے ہیں۔ اور اس کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ جو پرندہ کے تعلق میں صلوٰۃ کے معنے ہیں اور ان باتوں کو دیکھ کر انسان کو ماننا پڑتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کی ہے اور اسی کی طرف انسان کو جواب دہی کے لئے لوٹنا پڑے گا۔

فرماتا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے یعنی پانی کے ذرّوں کی شکل میں پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے۔ پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے۔ یعنی بادل گھنے ہو جاتے ہیں اس کے بعد تو دیکھتا ہے کہ تھوڑی یا بہت بارش ان کے درمیان سے نکلتی ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ اپنے نور کو بھی اٹھاتا ہے تو وہ پہلے پانی کے ذرّہ کی طرح ہلکا سا غبار معلوم ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو طاقت بخشنا شروع کرتا ہے اور آخر وہ موسلا دھار بارش کی طرح انسانوں پہ برس جاتا ہے پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں سے پہاڑ اتارتا ہے یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے۔ جو کثرت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں فلانٌ یملکُ جبالٌ مِن فِضّۃٍ و ذھب۔ فلاں شخص کے پاس چاندی اور سونے کے پہاڑ ہیں یعنی چاندی سونا کثرت سے ہے۔ یہاں بھی یہی مراد ہے کہ کبھی کبھی وہ بادلوں سے موسلا دھار بارش اتارتا ہے نہ کہ پہاڑ اتارتا ہے۔ اس بارش میں اولے بھی ہوتے ہیں اور وہ جس پر چاہتا ہے اولے گرا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اولے ہٹا دیتا ہے۔ یعنی خدا کی شریعت بعض لوگوں کے لئے ہدایت اور ترقی کا موجب ہو جاتی ہے اور بعض لوگوں کے لئے برف باری کے طور پر فصلیں تباہ کرنے کا موجب ہو جاتی ہے اور جس طرح کبھی کبھی بجلی کی روشنی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اسی طرح الٰہی شریعت کا نور بھی کبھی کبھی نہ ماننے والوں کو اندھا کر دیتا ہے اور بجائے فائدہ کے نقصان کا موجب ہو جاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے جس طرح خدا تعالیٰ رات اور دن کو ایک دوسرے سے بدلتا رہتا ہے عقلمند لوگ اس نظارہ سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اسی طرح ہدایت اور کفر کے ادوار کا بدلنا بھی ضروری ہے۔

(۳) فرماتا ہے کہ ہر جانور کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے پیدا کیا ہے۔ پھر ان جانوروں میں سے بعض اپنے پیٹ پر چلتے ہیں اور بعض اپنے دو پیروں پر چلتے اور بعض اپنے چار پیروں پر اللہ تعالیٰ جیسی مخلوق چاہتا ہے پیدا کرتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اس میں بتایا ہے کہ روحانی پانی سے بھی مختلف قسم کے لوگ اپنی استعدادوں کے مطابق طاقت حاصل کرتے ہیں۔ بعض تو اپنے پیٹوں پر چلتے ہیں یعنی جب تک ان کے پیٹ بھرے جائیں اور انعامات ملتے رہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ رہتے ہیں اور بعض دو پائے یعنی انسانوں کی طرح اعلیٰ ترقیات حاصل کر جاتے ہیں اور بعض چوپایوں کی طرح کم عقل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف کم توجہ کرتے ہیں اور اپنے کھانے پینے کی طرف زیادہ متوجہ رہتے ہیں۔

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان

۲۳۔ اپریل ۱۹۹۳ء

دی ڈان کے ۲۳ر اپریل ۱۹۹۳ء کے شمارے میں غلام کبریا صاحب خطوط کے کالم میں کہتے ہیں۔ جو لوگ آٹھویں ترمیم کے حق میں ہیں وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ یہ منتخب حکومت اور اسی طرح مارشل لاء کے خلاف ایک سیفٹی وال۔ جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات پر اصرار ہے کہ یہ ایک شخص کو جو بلاواسطہ منتخب نہیں ہوتا آمرانہ حقوق دیتی ہے۔ اور اس طرح یہ پارلیمانی جمہوریت کی نفی ہے گویا کہ دونوں طرف سے بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ جو منطقی بھی ہے اور معقول بھی۔

یہ بات تو واضح ہے کہ پاکستان کی موجودہ سیاسی مشکلات جو مسلسل چل رہی ہیں وہ دستوری ہیں۔ لیکن پاکستان میں کوئی ایسا دستور نہیں جو غاصب کا ہاتھ روک سکے۔ غاصب کو صرف عوام الناس جنہیں سیاسی شعور ہو روک سکتے ہیں اور اسی طرح ایک زبردست سیاسی جمہوری ڈھانچہ۔ جو معاشرے میں موجود ہو لیکن افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کو یہ بات حاصل نہیں۔

افسوسناک کیفیت جو چل رہی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دستور کا کوئی احترام ہی نہیں ہے نہ حکمران کرتے ہیں نہ بیوروکریٹ نہ فوج حتیٰ کہ وہ لوگ جنہیں منتخب کیا جاتا ہے وہ بھی

باقی صفحہ ۴ پر

Pakistan's political culture

THOSE who favour the 8th Amendment argue that it is a check on elected governments and a safety valve against martial law. Those opposing it assert that it gives dictatorial powers to a person not directly elected by the people and is a negation of parliamentary democracy. So to say, much has been said on both sides which is logical and makes sense.

It is clear that the continuing Pakistani political difficulties are constitutional in nature. But in Pakistan no constitution can stop a usurper. He can only be deterred by politically motivated masses and a strong democratic political culture in the society which sadly Pakistan lacks. The pathetic situation is due to the utter disregard for constitution by the rulers bureaucracy, military and even elected apolitical ones. Did not the elected prime minister start amending his own 1973 Constitution virtually the next day he had it passed? And he amended it seven times! The question is why the present political situation has come to such a pass? The answer is simple. No democratic culture can exist in the feudal-dominated Pakistani provinces. Most of the feudals had earlier supported the British and opposed independence.

After independence feudals fully supported the usurpers because they mortally feared democracy which would liquidate the feudal order just as it did in East Pakistan immediately after independence. The usurpers safeguarded their feudal interests.

Clearly, the solution is a massive social change and introduction of complete democracy through abolition of the feudal order. This alone will result in a democratic political culture. Martial laws and absence of democracy created political void which threw up politically untrained leadership of agitators (like Mujib in East Pakistan and Bhutto in West Pakistan) endowed with charisma but without any well thought-out political programmes. Now we have apolitical leaders demanding power as inheritance (Benazir) or purchasing power with lot of money (Nawaz). Even the urban educated middle class could throw up totally depoliticised leadership (Altaf and Aamir).

When a general election costs crores of rupees, only feudals or now some crony industrialists, both with unearned or illgotten wealth and no political talent or training, can aspire and manage to get elected to legislatures. For this reason, less moneyed and poor, though talented and educated politicians cannot contest elections and can not become Senators, MNAs and MPAs and therefore ministers. Those who invest crores of rupees in elections, have every "logical reason" to recover their money. The 8th Amendment or no 8th Amendment, unless feudalism and crony capitalism are done away with and an environment is created for democratic politics, nothing better can be or should be expected.

In the rapidly changing world conditions, Pakistan's feudal order is now weakening. Unless measures are taken to effect a managed dismantling, a violent collapse can tear the society apart. Urgent action is needed.

GHULAM KIBRIA
Karachi

DAWN FRIDAY, APRIL 23, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ لون سین

بچوں کا کردار

آرمی پبلک سکول ویسٹرج کے سالانہ یوم والدین اور تقریب تقسیم انعامات کے موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کور کمانڈر لفٹیننٹ جنرل غلام محمد ملک نے اس بات پر زور دیا کہ بچوں کے کردار کو بہتر بنانے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اساتذہ اور والدین کا آپس میں رابطہ رہے اس رابطے کے ذریعے بچے کی شخصیت کو متوازن بنایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ والدین اور اساتذہ کے رابطے سے اساتذہ سے بچوں میں گہری دلچسپی پیدا کرنے میں آسانی رہتی ہے اور والدین کو بھی اس بات کا علم ہوتا رہتا ہے۔ کہ اساتذہ ان کے بچوں کی کس طرح رہنمائی کر رہے ہیں۔ اور اس کے کیا نتائج نکل رہے ہیں۔ اگر کسی موقعہ پر والدین یہ محسوس کریں کہ بچہ مسلسل کوئی غلطی کر رہا ہے تو وہ اساتذہ کو توجہ دلا سکتے ہیں۔ اور اگر اساتذہ یہ سمجھیں کہ کوئی بچہ ان کے ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے تو وہ والدین کو اس طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ کور کمانڈر نے اس سکول کی کارکردگی کو سراہا اور کہا کہ نصابی اور غیر نصابی امور میں سکول نے بہت اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔

سکول کے طلباء سے آپ نے کہا کہ انہیں اپنے اس آرمی پبلک سکول پر فخر کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک صاف اور ستھرا ماحول پیش کرتا ہے اور شخصیت کے فروغ میں مدد دیتا ہے۔

آپ نے طلباء کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف توجہ دلائی کہ علم مہد سے لحد تک حاصل کرتے رہنا چاہیئے۔ اس حدیث کے پیش نظر آپ نے کہا کہ طلباء کو چاہیئے کہ وہ علم کو ہدف بنا کر حاصل کرنے کی کوشش کریں اور وہ ان باتوں کے نتیجہ میں اچھے مذہب کے پیروکار بنیں۔ کور کمانڈر نے سکول کی انتظامیہ کو اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ ان کے افسران بالا اس بات پر پوری نظر رکھتے ہیں کہ اس ادارے کو کس طرح بہتر سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

ان کے خطاب سے قبل استقبالیہ کے خطاب میں سکول کے پرنسپل نے کور کمانڈر کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے مصروفیات میں سے وقت نکال کر طلبا اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لئے تقریب میں شرکت کی۔

مسئلہ کشمیر

بتایا گیا ہے کہ کشمیر کے ایک سرکردہ رہنما عبد الغنی لون سیکورٹی کونسل کے موجودہ صدر جمشید مارکر سے ملے ہیں۔ اور ان سے اس بات پر گفتگو کی ہے کہ اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے پیش نظر موجودہ وقت میں کیا اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ تا کہ علاقے میں اس بات پر گفت و شنید کر کے معاملے کو آگے بڑھایا جا سکے۔ مسٹر لون نے صدر سیکورٹی کونسل کو اپنی پارٹی فریڈم کونسل کے متعلق بھی معلومات فراہم کیں۔ انہیں ایک یادداشت پیش کی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اس یادداشت کو سیکورٹی کونسل کے تمام اراکین تک پہنچا دیا جائے۔

لون کو اس بات کی توقع ہے کہ اقوام متحدہ اس معاملے پر غور کرے گی اور اپنا ایک خاص نمائندہ کشمیر کے لئے مقرر کر کے موجودہ مسئلے کا حل تلاش کرنے میں مدد دیگی۔

جہاں تک مسٹر مارکر کا تعلق ہے انہوں نے مسٹر لون سے گفت و شنید کرتے ہوئے تمام نکات نوٹ کر لئے اور اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ وہ سیکورٹی کونسل کے اراکین سے اس سلسلے میں بات کریں گے۔

جیسا کہ ہمارے قارئین جانتے ہیں مسٹر جمشید مارکر حال ہی میں سیکورٹی کونسل کے صدر بنے ہیں۔

مسٹر لون مقبوضہ کشمیر کی تمام پارٹیوں کے نمائندہ کے طور پر اس معاملے کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ تمام پارٹیاں جن کی وہ نمائندگی کرتے ہیں گذشتہ جنوری میں اتحاد پر راضی ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ تمام پارٹیوں نے اپنے آپ کو اس طرح متحد کر کے اپنے کیس پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بقیہ : صفحہ ۴

اس کا احترام نہیں کرتے کیا یہ بات درست نہیں کہ ایک منتخب وزیر اعظم نے اپنے ہی بنائے ہوئے ۱۹۷۳ء کے دستور میں اگلے ہی روز سے ترامیم شروع کر دی تھیں اور انہوں نے اس میں سات دفعہ ترمیم کی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ سیاسی حالات اس مشکل میں کیوں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس کا جواب نہایت سادہ ہے کوئی سیاسی کلچر فیوڈل سسٹم میں قائم نہیں رہ سکتا پاکستان کے صوبوں میں فیوڈل سسٹم ہے اور اس لئے کوئی دستور قائم نہیں رہ سکتا فیوڈل سسٹم کے اکثر افراد نے اس سے پہلے برطانیہ کی حمایت کی تھی اور آزادی کی مخالفت۔ آزادی کے بعد ان فیوڈل سسٹم کے افراد نے ان لوگوں کی بھرپور مدد کی جو غاصب ثابت ہوئے کیونکہ وہ اخلاقی طور پر جمہوریت سے خوفزدہ تھے۔ جمہوریت نے تو ان کے فیوڈل سسٹم کو اسی طرح ختم کر دینا تھا جس طرح مشرقی پاکستان میں آزادی کے فوری بعد کیا گیا غاصبوں نے اپنے حقوق کو فیوڈل مفادات کے ماتحت محفوظ رکھا۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس مسئلے کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ سماجی طور پر ایک بہت بڑی تبدیلی لائی جائے اور مکمل طور پر جمہوریت کو قائم کیا جائے جس کے لئے فیوڈل سسٹم کو ختم کرنا پڑے گا۔ یہی ایک ایسی بات ہے جو نتیجتاً ہمیں ایک جمہوری سیاسی ثقافت دے گی مارشل لاء اور جمہوریت کا معدوم ہونا ایسی باتیں ہیں جنہوں نے سیاسی طور پر خلاء پیدا کر دیا اور اس خلاء نے غیر تربیت یافتہ سیاسی لیڈروں کو جو احتجاج کرنے والے تھے جن کی مثال مشرقی پاکستان میں مجیب اور مغربی پاکستان میں بھٹو تھی۔ ان کو آگے آنے کا موقع دیا۔ لیکن ان کے پاس بھی کوئی سوچے سمجھے سیاسی پروگرام نہیں تھے۔ اب بھی ہمارے پاس ایسے سیاسی رہنما ہیں جو وارثتاً طاقت مانگتے ہیں (بے نظیر) یا روپیہ کے ساتھ اسے خریدنا چاہتے ہیں (نواز) وہ لوگ جن کا درمیانی طبقے سے تعلق ہے اور جو شہروں کے رہنے والے ہیں وہ ایسے لوگوں کو بھی آگے لا سکتے ہیں جیسے الطاف اور عامر۔

جب ایک انتخاب کروڑوں روپے کا خرچ مانگتا ہے تو صرف فیوڈل سسٹم کے لوگ یا اب کچھ دوست یا صنعت کار جن کے پاس ایسا روپیہ ہے جو انہوں نے کمایا نہیں یا غلط طریق سے حاصل کی ہوئی دولت ہے اور ان کے پاس نہ سیاسی اہلیت ہے اور نہ تربیت وہ اس بات کی خواہش کر سکتے ہیں اور چنے بھی جا سکتے ہیں اور اس طرح وہ اسمبلیوں میں چلے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس روپیہ کم ہے اور جو غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اگرچہ وہ خاصی قابلیت رکھتے ہیں اور خاصے پڑھے لکھے سیاستدان ہیں وہ انتخاب لڑ ہی نہیں سکتے اور نہ وہ سینیٹر بن سکتے ہیں اور نہ وہ قومی اسمبلی کے ممبر بن سکتے ہیں اور نہ صوبائی اسمبلی کے ممبر بن سکتے ہیں اور اسی لئے وہ وزیر بھی نہیں بن سکتے جو لوگ انتخاب میں کروڑوں روپیہ لگاتے ہیں ان کے پاس ہر منطقی وجہ موجود ہے کہ وہ اپنے روپے کو واپس حاصل کریں۔

آٹھویں ترمیم ہو یا آٹھویں ترمیم موجود نہ ہو جب تک فیوڈل سسٹم اور سرمایہ کو انتخابات سے الگ نہیں رکھا جائے گا اور جب تک ایسا ماحول نہیں پیدا کیا جاتا جو جمہوری سیاست کے لئے سازگار ہو ہمیں کسی بہتر چیز کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ آج کی دنیا بڑی تیزی سے بدل رہی ہے۔ اب پاکستان کا فیوڈل سسٹم کمزور ہو رہا ہے اگر کوئی خاص اقدامات نہ کئے گئے اور منظم طریق پر اس کو توڑا نہ گیا تو اس کی ٹوٹ پھوٹ دھماکے کے ساتھ ہو گی اور یہ معاشرے میں بھی تقسیم کا عمل جاری کر دے گی۔ فوری طور پر کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ (یہ خط کراچی سے لکھا گیا)

بچوں کا کالم

عزیزہ عطیۃ المنان

گنری سندھ سے لکھتی ہیں:

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی عمر عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ میں گیارہویں جماعت کی (سائنس گروپ) کی طالبہ ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ امتحان میں نمایاں

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ

ٹیکسلا سے لکھتی ہیں:

مکرم و محترم جناب نسیم سیفی صاحب!
۲۹ جولائی ۱۹۹۱ء کے الفضل میں آپ کا یہ قطعہ پڑھا تھا کہ۔

تو نگہبان تو محافظ ہے
ہے تیرے ہاتھ نیک بد کا مآل
تو نہ مارے تو کون مرتا ہے
تو نہ رکھے تو زندگی ہے محال

تو ذہن کے دریچوں سے چند واقعات نے جھانکا جن میں سے ایک سپرد قلم کر رہی ہوں، گو کہ مصروفیات اور کچھ سستی کی وجہ سے جلد لکھنے سے قاصر رہی مگر اپنی ڈائری میں نوٹ کئے ہوئے اس قطعہ پر جب بھی نظر پڑتی۔ اس بارے میں لکھنے کو دل چاہتا۔ میری ادنیٰ سی خواہش ہے کہ جس طرح ہم "چھوٹی سی بات" کے تحت مختلف واقعات سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کے اس قطعہ کی روشنی میں اس مصرعہ کو بھی مستقل عنوان ملے کہ

ع تو نہ رکھے تو زندگی ہے محال

ہر انسان کی زندگی ایسے ہی ان گنت واقعات سے پر ہوتی ہے۔ جب بظاہر انسان بالکل بے بس ہو جاتا ہے۔ تب قدرت ان کی مدد کے لئے ایسے ایسے وسیلے اور کرشمے دکھاتی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور وہ اپنے مہربان خدا کی حاکمیت و عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہہ اٹھتا ہے کہ "تو نہ رکھے تو زندگی ہے محال"۔

یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بلیک آؤٹ کا زمانہ تھا۔ ابا جان تو چھمب جوڑیاں محاذ پر تھے۔ عجیب اداسی اور خوف کا ماحول تھا۔ ہماری نانی جان ہمارے پاس کوئٹہ آئی ہوئی تھیں۔ کوئٹہ میں ان دنوں کچھ زیادہ ہی سردی ہوا کرتی تھی اور صبح صبح کمرے سے باہر نکل کر کوئلہ یا پانی لانا سب سے مشکل کام ہوا کرتا تھا۔ پانی کی پائپ پر جب تک گرم پانی نہ ڈالا جاتا تو ٹونٹی سے پانی نہیں آتا تھا۔ اس لئے روزانہ رات کو ایک ڈبہ میں پانی اور دوسرے میں کچھ کوئلے ڈال کر اندر رکھ لیا کرتے تھے۔ وہاں پتھر کا کوئلہ جلانے کے لئے استعمال ہوتا اور سٹوو رات کو ہلکا ہلکا سلگتا رہتا تاکہ کمرہ گرم رہنے کے ساتھ ساتھ صبح نئے سرے سے جلانے میں مشکل پیش نہ آئے اور ٹونٹی کھولنے کے لئے پانی جلد گرم ہو سکے۔ ہوا یوں کہ نانی جان نے ایک رات وضو کے لئے پانی گرم کرنے کی غرض سے ڈبہ سٹوو پر رکھا اور خود لیٹ گئیں تو ان کی بھی آنکھ لگ گئی مگر وہ پانی والا ڈبہ نہ تھا بلکہ کوئلوں والا ڈبہ تھا جو بلیک آؤٹ کی وجہ سے نظر نہ آیا۔ ویسے بھی ان کی نظر نہایت کمزور تھی۔ بہرحال پتھر کے کوئلے تھے۔ آہستہ آہستہ سلگتے رہے اور سارا کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔ کافی وقت گزرنے کے بعد ایک دو کو کھانسی آنے لگی اور یہی ہماری زندگی کی علامت بنی جس کی وجہ سے سب جاگ گئے۔ گلے خشک ہو رہے تھے اور دم گھٹنے لگا۔ پھر تو سب کو بری طرح کھانسی آنے لگی مگر کسی کو پتہ نہیں تھا کہ کیا معاملہ ہے اور یہ صورت حال کیونکر پیدا ہوئی۔ نانی جان بمشکل کہہ رہی تھیں کہ دروازہ کھول دو لیکن دماغ پر دھوئیں کا اس قدر اثر تھا کہ کسی کو دروازے اور کھڑکی کی سمت کا پتہ نہ چلتا تھا حالانکہ باہر نکلنے کی کوشش میں دو تین افراد ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے مگر یہ سوچنے سے قاصر تھے کہ دروازہ کس طرف کھلتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل و کرم کرتے ہوئے کچھ سوجھ بوجھ عطا کی اور ٹٹولتے ہوئے دروازہ کھولنے میں کامیابی ہوئی اور سب باہر آئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ ورنہ ایسے کیسوں میں موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

واقعی ....
"تو نہ رکھے تو زندگی ہے محال"

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب

امریکہ سے لکھتے ہیں:

بندہ باقاعدگی سے الفضل کا مطالعہ کرتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ملفوظات بزرگان جماعت کے ایمان پرور ارشادات پڑھ کر بڑا محظوظ ہوتا ہوں۔ آپ بحیثیت ایڈیٹر۔ نظم اور نثر سے جس کا دائرہ وطنی اور عالمی حالات پر چھایا ہوا ہوتا ہے۔ گراں قدر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

بر سبیل تذکرہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ آپ کے بھائی فیض صاحب میرے قادیان میں ہم جماعت تھے۔ ہم حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کے ہم جماعت تھے۔ مگر دوسرے فریق ہیں۔ آپ کے والد محترم ماسٹر عطا محمد صاحب، ماسٹر رحمانی صاحب، ملک غلام فرید صاحب اور ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام کے شاید ماموں چوہدری غلام حسین صاحب انسپکٹر آف سکولز اور دیگر بزرگان عصر کی نماز کے بعد بیت الحمد محلہ دارالفضل کے ایک کونے میں مجلس لگایا کرتے تھے۔ اور مختلف موضوعات پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ ہم بچے بھی ان کے ارد گرد بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور ان کے فرمودات سے علمی وسعت اور ذہنی پختگی حاصل کرتے تھے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان بزرگوں کے افکار تنقید، تجزیے اور جائزے نے ہمارے ذہنوں کو بچپن میں وہ جلا بخشی جو اب بھی ہماری مشعل راہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ تفرقہ ڈالتا ہے۔
(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

عبدالرحمن شاکر

ربِّ کریم ـــ ہمارا مشکل کشا

ملکی تقسیم کے آخری ایام میں خاکسار ٹی آئی سکول قادیان کا کلرک تھا۔ میں نے یہ دیکھ کر کہ اب کسی وقت بھی ہم کو یہاں سے نکلنا پڑے گا۔ ضروری رجسٹر الگ رکھ رہا تھا کہ یکایک ایک قوی ہیکل سکھ فوجی رائفل لئے آگیا مجھ سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو۔ میں نے کہا دفتر کے کاغذات دیکھ رہا ہوں۔ اس وقت میرے میرے ہاتھ میں ۵۰ کے قریب میٹرک کی سندات جو کامیاب طالب علموں نے وصول نہیں کی تھیں اس کی طرف وہ دیکھنے لگا اور میرے ہاتھ سے چھین لیں اور اوپر کی دس بارہ سندیں پھاڑ کر ایک طرف پھینک دیں اور وہاں سے چلا گیا۔

آخر ہم قادیان سے نکلے اور ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو چنیوٹ آگئے۔ نارمل سکول کی صفائی کر کے سکول جاری ہو گیا۔

ایک دن..... ابوذر صاحب جو ان دنوں گورنمنٹ تحصیل خوشاب میں معلم تھے آگئے۔ وہ میرے واقف تھے۔ بیٹھ کر کہنے لگے کہ یہ لڑکا میرا عزیز ہے۔ اس کو داخل کرانا ہے۔ میرے ساتھ لڑکے کا والد بھی ہے۔ ہم غریب آدمی ہیں اس کی فیس معاف کر دی جائے۔ میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب سید محمود اللہ شاہ سے بات کی۔ وہ فرمانے لگے جہاں باقی لڑکے ہمارے پاس ایسے ہی ہیں ایک اور سہی۔ ..... صاحب موصوف نے مجھے آہستہ سے کہا کہ ہم تینوں رات کے بھوکے ہیں تم گھر کہلا بھیجو کہ کھانا تیار کریں۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ میں خود فاقے سے تھا۔ اب مجھے سخت گھبراہٹ ہوئی۔ سمجھ نہ آتا تھا کہ کیا کروں۔ میری گھبراہٹ کا بس خدا تعالیٰ ہی کو علم تھا۔

اسی گھبراہٹ میں باہر سڑک پر نکل آیا اور دعا کی کہ خدایا زمین سے دو یا آسمان سے۔ اب میری تو عقل حیران ہے۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے کہ جھنگ کی طرف سے ایک فوجی جیپ آئی اور میرے قریب آکر رک گئی۔ اندر سے ایک نوجوان فوجی اترا اور بڑی بے تکلفی سے کہنے لگا شاکر صاحب سلام میں نے جواب تو دیا۔ میں اسے پہچان نہ سکا۔ وہ کہنے لگا واہ آپ قادیان میں ہمارے ہی محلہ میں ریلوے سٹیشن کے قریب ہمارا گھر تھا۔ محمد حسین افریقہ والے میرے والد تھے۔

تب میں نے اسے پہچان لیا۔

وہ کہنے لگا کہ تقسیم کی وجہ سے ہندوؤں کے بہت سارے عہدے فوج میں خالی ہو رہے ہیں ایسا ہی ایک عہدہ میرے لئے بھی نکلا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ میرا میٹرک کا سرٹیفکیٹ لاؤں۔ آپ مجھے میرا سرٹیفکیٹ عنایت کر دیں اور میں ابھی واپس جا کر بڑے افسر کے سامنے پیش کر دوں۔

میں نے کہا کہ کچھ سندات تو ایک سکھ نے پھاڑ دی تھیں کچھ بچ گئیں وہ دیکھتا ہوں شاید اس میں تمہارا کام بن جائے۔

وہ مجھے اس قدر لجاجت سے کہتا تھا کہ شاکر صاحب جلدی کریں آپ جس قدر چاہیں مجھ سے روپے لیں مگر سند تلاش کر دیں۔ چنانچہ اس نے میرے سامنے ایک رومال بچھا کر ۵۰/۶۰ روپے رکھ دیئے۔

میں نے دفتر جا کر دیکھا تو اسی لڑکے کی سند اوپر ہی پڑی تھی۔ وہ سند لے کر فوراً واپس چلا گیا۔

سو رکھ لی میرے خدا نے میری بے کسی کی شرم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ـــــ نور محمد - پیرانہ ضلع اٹک

حضرت ملک نواب خان صاحب سیٹھ

میرے نانا جان حضرت ملک نواب خان صاحب سیٹھ نے تقریباً ۱۸۹۸ء میں احمدیت قبول کی اور اس کے بعد تقریباً ہر سال اپنے دور دراز وطن کیمبلپور سے اکثر پیدل جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرنے تشریف لایا کرتے تھے۔ مجھے بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں ان کے ہمراہ تین دفعہ قادیان جلسہ سالانہ پر حاضر ہوا۔ حضرت ملک نواب خان صاحب نے اپنے واقعات بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا کہ میں جوان ہوا تو زمینداری کا کام کم ہی کیا کرتا تھا۔ کیونکہ میرے تین بھائی تھے جو کہ زمینداری اور گھر کا کام کیا کرتے تھے۔ ہمارا علاقہ بہت غریب تھا اور کھانے کو کچھ نہ ملتا تھا اس کے علاوہ گاؤں کے دو ہندو دوکاندار تھے۔ وہ دانے سود پر دیتے تھے۔ اگر مقررہ عرصے تک واپس نہ کئے جائیں تو وہ کئی گنا بڑھتے جاتے تھے اس سلسلے میں ہم لوگوں نے بھی ان کے کچھ دانے اور رقم دینی تھی۔ چونکہ اس زمانے میں بہت قحط سالی ہوتی تھی۔ ہماری بارانی زمینیں تھیں۔ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی سال تک فصلیں بالکل نہ ہوتی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کی رقم اور دانے کئی گنا بڑھ گئے۔ جن کی ادائیگی کی ہم میں استطاعت نہ تھی اور وہ سود در سود لیتے تھے۔ اس وقت ہمارا ضلع راولپنڈی تھا۔ ان ہندوؤں نے وہاں ہمارے خلاف مقدمہ کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد جو تاریخ مقرر ہوئی اس پر ہم تینوں بھائی وہاں پیشی کے لئے حاضر ہوتے۔ رات کو ایک مسجد میں ٹھہرے وہاں ایک آدمی ہمارے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ اس نے حضرت بانی سلسلہ کا ذکر کیا اور آپ کو برا بھلا کہنے لگا۔

صبح ہم کچہری میں حاضر ہوئے وہاں سے تین ماہ بعد کی تاریخ ملی اور ہم گھر چلے آئے۔ ہم اپنے گاؤں سے راولپنڈی پیدل ہی آتے اور جاتے تھے۔ نانا جان فرماتے تھے کہ تین ماہ بعد (یہ ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے) ہم دوبارہ راولپنڈی تین بجے بعد دوپہر اسی مسجد میں جا پہنچے۔ وہاں بہت شور تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر ہو رہا تھا اور لوگ حضور کی مخالفت میں باتیں کر رہے تھے۔

نانا جان فرماتے تھے کہ میں رات گئے تک حضرت بانی سلسلہ کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور دل میں طے کیا کہ صبح مقدمہ کی تاریخ سے فارغ ہو کر حضرت بانی سلسلہ کو ضرور جا کر دیکھنا چاہیئے۔

صبح کچہری میں حاضر ہوئے تو ہمیں پھر لمبی تاریخ مل گئی۔ میں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم گاؤں چلے جاؤ۔ میں نے بٹالہ میں وکیل عبدالرحمٰن کے پاس مقدمہ کی پیروی کے لئے جانا ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر میں راولپنڈی سے جہلم اور گجرات سے ہوتا ہوا چند دنوں تک لاہور پہنچا۔ لاہور میں دو دن ٹھہرا وہاں بھی حضرت بانی سلسلہ کے خلاف باتیں ہو رہی تھیں۔

اس کے بعد لاہور سے بٹالہ پہنچا وہاں وکیل عبدالرحمٰن سے مقدمہ کے بارے میں بات چیت کی تو اس نے کہا آپ فکر نہ کریں۔ میں اچھی طرح سے مقدمہ کی پیروی کروں گا۔ میں نے وکیل صاحب سے کہا کہ میرے پاس کرایہ کم ہے۔ اگر مجھے کچھ دنوں کے لئے کوئی نوکری مل جائے تو میں اپنا کرایہ بنالوں۔ میرا مقصد وہاں رہ کر قادیان کا پتہ لگانا تھا۔ اس وکیل نے مجھے ایک دکان پر ۱۰ روپے ماہوار کی نوکری دلادی۔ پانچ چھ دن کے بعد ایک آدمی اس دکان پر آیا۔ اس وقت دکاندار موجود نہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ اس نے کہا میں قادیان سے آرہا ہوں۔ میری بیٹی یہاں بیاہی ہوئی ہے اسے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ اور دو دن کے بعد قادیان واپس چلا جاؤں گا۔ میں نے اسے کہا۔ بھائی میں نے بھی قادیان جانا ہے۔

نانا جان فرماتے تھے کہ دوسرے دن میں نے وکیل صاحب سے کہا کہ میں بہت پریشان ہو گیا ہوں پتہ نہیں میرے گھر میں میرے بال بچوں کا کیا حال ہوگا۔ دکاندار سے کہیں جو بھی میرا حساب بنتا ہے۔ مجھے دے دیں تاکہ میں گھر چلا جاؤں۔ دکاندار نے مجھے تین روپے دے دیئے میں نے شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔

تیسرے دن وہ آدمی اور میں صبح دس بجے بٹالہ سے قادیان کے لئے چل پڑے شام کو ہم قادیان پہنچ گئے۔ اس نے مجھے کہا کہ سامنے مینار والی (بیت الذکر) میں چلا جا۔ میں وہاں گیا۔ نماز پڑھی اور رات کچھ بے چینی میں گزاری کہ حضرت بانی سلسلہ سے تو میری ملاقات ہی نہ ہوئی۔ صبح میں نے اسی (بیت الذکر) میں نماز پڑھی۔ ایک مولوی صاحب سے حضرت بانی سلسلہ کے بارے میں پوچھا۔ وہ کہنے لگے کہ وہ شام کی نماز پڑھائیں گے۔ تم مہمان خانے چلے جاؤ۔ میں وہاں چلا گیا۔ کھانا وغیرہ کھایا اور دن کو قادیان کی سیر کرتا رہا۔ شام کو کچھ انتظار کرنے کے بعد حضرت بانی سلسلہ آگئے انہوں نے نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر میں نے ان سے مصافحہ کیا۔ انہیں دیکھتے ہی میرے دل نے انہیں مان لیا آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ جی میں کیمبلپور ضلع راولپنڈی سے آیا ہوں (اس وقت ہمارا ضلع راولپنڈی تھا) مزید کوئی ان سے نہ میری بات ہوئی نہ ہی میں نے بیعت کی۔ میں نے وہاں دعا کی خدایا مجھے ہندوؤں سے مقدمے میں نجات بخش۔

تین دن وہاں قیام کرنے کے بعد میں واپس چل پڑا اور کچھ دنوں تک پیدل چلتا ہوا۔ اپنے گاؤں پہنچ گیا۔ جب میں گھر پہنچا تو ہندوؤں نے کہا ہم آپ کے انتظار میں ہیں کہ آپ آجائیں۔ آپ ہمارے بھائی ہیں ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے آپ کے خلاف مقدمہ کر دیا۔ آپ ہمیں معاف کردیں اور آپ کے پاس جو کچھ بنتا ہے ہمیں دے دیں۔ ہم آپ سے راضی ہیں۔ تو ہم نے ایک بیل اور کچھ بھوسہ وغیرہ انہیں دے دیا اور انہوں نے عدالت میں لکھ دیا کہ ہمیں رقم مل گئی ہے اب ہم راضی ہو گئے ہیں۔

تقریباً چھ مہینے کے بعد مجھے پھر حضرت بانی سلسلہ کی یاد نے ستایا تو میں دیدار کے لئے پھر قادیان حاضر ہو گیا۔ وہاں سیدھا مہمان خانہ پہنچا اور شام کو حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

حضرت نواب خان صاحب فرماتے تھے کہ دوسرے دن شام کی نماز کے بعد حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ بھائی صاحب آپ دوسری دفعہ اتنی دور سے آئے ہیں کیا آپ نے مان لیا ہے۔ میں نے جواب دیا "جی بالکل" میں نے تو پہلی دفعہ ہی مان لیا تھا اب تو آپ کی محبت مجھے دوسری دفعہ یہاں لے آئی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم نے حضور کی بیعت کی ہے تو چونکہ میں ان پڑھ تھا اور "بیعت" کے لفظ سے بھی ناواقف تھا اس لئے عرض کی کہ بیعت کیا ہوتی ہے؟ یہ سن کر حضرت حکیم نورالدین صاحب نہایت متبسم انداز میں فرمانے لگے۔ واہ بھائی! ہمارے علاقے کے لوگ بہت سادہ ہیں۔ پھر خود انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت بانی سلسلہ کے دست مبارک پر رکھا اور میری بیعت کروائی۔

حضرت نواب خان صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چند دن وہاں قیام کیا اور پھر واپس اپنے گاؤں آگیا۔ اس کے بعد میں تجارت کرنے لگا۔ اپنے علاقے سے بیل خرید کر سیالکوٹ کے علاقے میں لے جاتا اور وہاں بیچ کر قادیان چلا جاتا اور واپسی پر وہاں سے بھینسیں اور کبھی غلہ وغیرہ یہاں لے آتا۔ اس کے بعد ہر سال کبھی ریل گاڑی پر کچھ سفر کرتے ہوئے اور کبھی مکمل پیدل سفر کرتے ہوئے یہاں اپنے گاؤں پیرانہ سے تقریباً بارہ دن سفر کر کے قادیان جلسہ سالانہ پر پہنچتا رہا۔

ان کی وفات پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے لکھا، "ایک درویش صفت عاشقانہ رنگ کے احمدی تھے۔"

حضرت مولوی شیر علی صاحب نے لکھا، "حضرت بانی سلسلہ کے رفیق تھے سلسلہ اور مرکز سلسلہ سے از حد محبت رکھتے تھے۔ باوجود اپنی غربت اور افلاس کے اخلاص کے ساتھ سال میں ایک دفعہ اور بعض اوقات دو دفعہ ضرور قادیان آتے تھے۔ اپنے دور دراز وطن سے اکثر پیدل ہی قادیان آتے۔ اور پیدل ہی وطن واپس جاتے۔ کئی دفعہ اپنے بچوں کو بھی ہمراہ لاتے تاکہ اپنے ساتھ اخلاص میں ثابت قدم رکھ سکیں

محترم نواب خان صاحب کی وفات ۲ دسمبر ۱۹۴۰ء کو ہوئی۔ احباب سے ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ: صفحہ ۴

کامیابی عطا فرمائے۔

آپ نے کہا ہے کہ بچے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ملفوظات بھیجیں۔ میں بھی آپ کی خدمت میں ۱۰ ملفوظات بھیج رہی ہوں مناسب سمجھیں تو شائع کر دیں۔

۱۔ جو شخص گناہ پر اصرار کرے اور باز نہ آوے۔ اس کو وہ بے سزا نہیں چھوڑتا۔

۲۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے۔ جب تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور قلب سے ادا کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔

۳۔ گناہ ایک زہر ہے۔ اس کو مت کھاؤ۔

۴۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔

۵۔ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے۔ جس پر ہم کو عمل کرنا

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۸۶۸ میں رحمت ولد احمد زمان نے پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱۔۱۲۔۲۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ریڈیو ٹیپ مالیتی /150.000 RP (۲) گھڑی CASIO مالیتی /RP28.000 - (۳) نقد رقم /RP120.000 - اس وقت مجھے مبلغ /66.000 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ رحمت ولد احمد زمان انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ حمید احمد سکار جو انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ احمد قیوم WENDY ولد WENDY انڈونیشیا۔

خط و کتابت کرتے وقت بجٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

○

غمِ فراق کا کچھ تجربہ ہُوا ہے مجھے
مری نظر میں کوئی امتحان کیا ہوگا

ہمارے حال پہ تیرے خیال سے بڑھکر
مرے حبیب! کوئی مہربان کیا ہوگا

جو تُو نہ ہاتھ پکڑ کر چلائے کاغذ پر
تو پھر قلم سے غمِ دل بیان کیا ہوگا

بدن ہمارا مگر رُوح تیرے ہاتھ میں ہے
بھلا ہمارا وجود ایک جان کیا ہوگا

تمہاری ذات سے آگے رہِ تصوّر میں
کوئی پڑاؤ، کوئی سائبان کیا ہوگا

ہمارے یار کے چہرے کے سامنے آصف
کوئی حسین، کوئی نوجوان کیا ہوگا

آصف محمود باسط

بقیہ: صـ ۶

چاہیئے۔

۶۔ جو دعا عاجزی۔ اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔

۷۔ گناہ سے رہائی پانے کا طریقہ صرف یقین کامل ہے۔

۸۔ پاک ہونے کا ذریعہ وہ نماز ہے۔ جو تضرع سے ادا کی جائے۔

۹۔ غصہ کو کھا جانا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

۱۰۔ آپس میں مل جل کر بیٹھ جاؤ۔ جس قدر تم آپس میں محبت کرو گے۔ اسی قدر اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم منشی نور دین صاحب کا دایاں بازو ۱۲ اپریل ۱۹۹۳ء کو سائیکل پر سے گرنے کی وجہ سے کلائی کے پاس سے ٹوٹ گیا ہے درد بہت ہے۔ نیز عمر کی زیادتی کی وجہ سے کمزوری بھی ہے۔

○ عزیزہ قرۃ العین صاحبہ بنت مکرم محمد ملک خضر صاحب محلہ نصیر آباد ربوہ عرصہ ایک سال سے بیمار ہے۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

تبدیلی نام

○ خاکسار نے اپنا نام نصیر احمد بدر کی بجائے نصیر احمد قمر رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جاوے۔

نصیر احمد قمر ابن فضل کریم صاحب
چک نمبر ۵۶۵ گ ب تحصیل جڑانوالہ
ضلع فیصل آباد

اعلان دارالقضاء

(مکرم شیخ سلیم الرحمٰن صاحب بابت ترکہ مکرم شیخ لطیف الرحمٰن صاحب)

مکرم شیخ سلیم الرحمٰن صاحب معرفت مکرم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مکرم شیخ لطیف الرحمٰن صاحب ولد مکرم شیخ کنظیم الرحمٰن صاحب کوارٹر نمبر ۲ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا ان کے پلاٹ ۲-۳/۲ ع دارالنصر ربوہ میرے نام منتقل کر دیئے جائیں۔ ورثاء کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱: محترمہ شاکرہ بیگم صاحبہ — بیوہ
۲: مکرم شیخ سلیم الرحمٰن صاحب — بیٹا

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

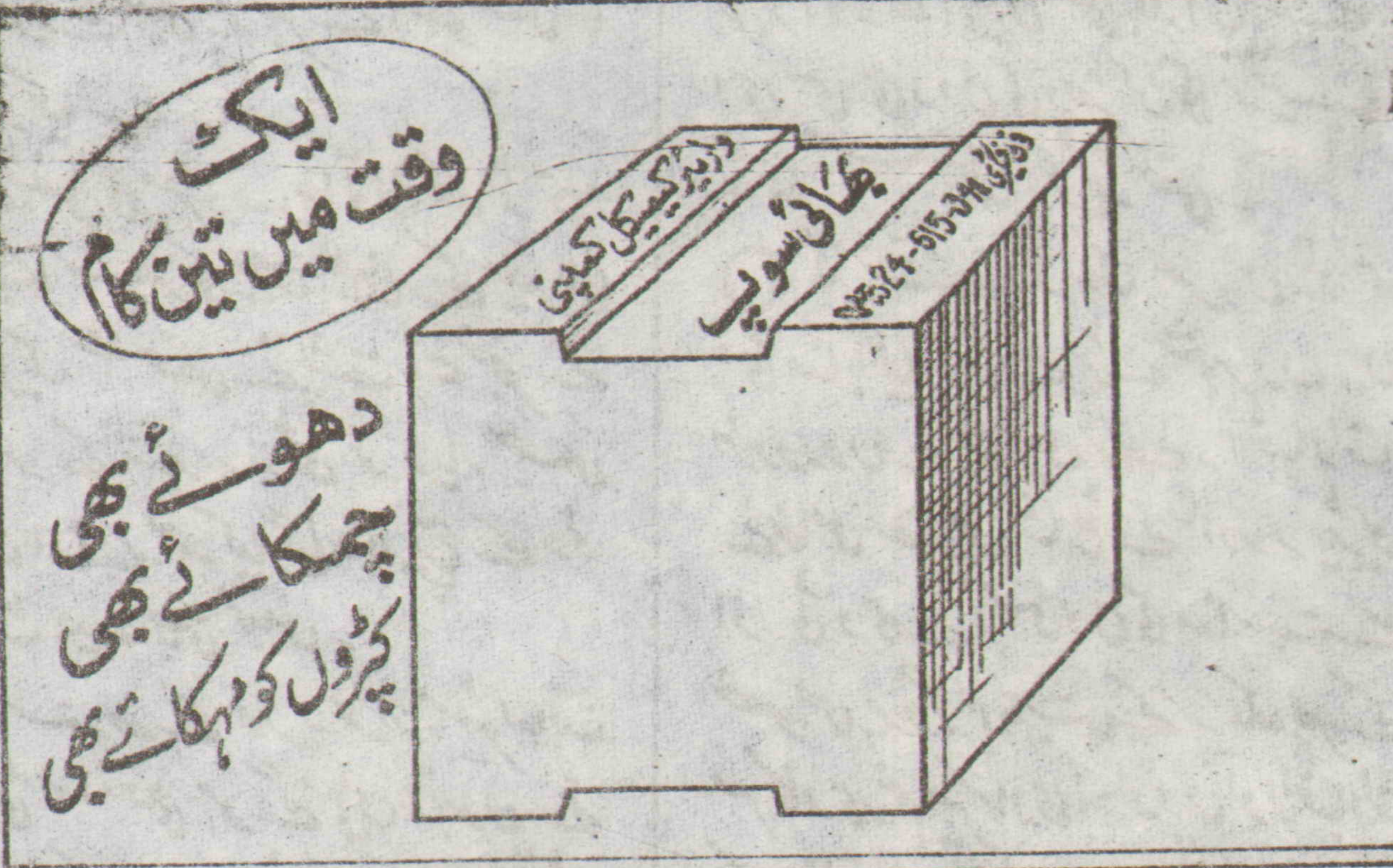

رجسٹرڈ
بھائی سوپ
WARRIOR

وزن میں پورا ◉ معیار میں اعلیٰ

بھائی سوپ جدید اور اعلیٰ اجزا سے تیار ہونے والا صابن جو کپڑوں کو صاف کرنے کیساتھ ساتھ متعدی امراض کے جراثیموں سے بھی پاک کرتا ہے۔ اُونی سُوتی اور ریشمی کپڑوں کی اعلیٰ دُھلائی کے لئے مشہورِ زمانہ وارئیر کیمیکل کمپنی کا بھائی سوپ استعمال کریں۔

وارئیر کیمیکل کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان فیصل آباد

فون نمبر سیل آفس فیصل آباد ۴۱۷۷۶۴ - ۴۷۷۶۴
فیکٹری ۶۱۵ - ۳۴۰ / ۴۵۲۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲ مئی۔ شدید گرمی اور لو کا سلسلہ جاری ہے۔ ہفتہ کے روز گرمی کی شدت میں معمولی سی کمی ہوئی۔ آندھی اور گرد آلود ہوائیں چلتی رہیں۔

○ سری لنکا کے صدر مسٹر رناسنگھے پریما داسا یکم مئی کو بم کے ایک دھماکے میں ہلاک ہو گئے۔ وہ یوم مئی کے ایک جلوس کی قیادت کر رہے تھے جب ان پر بم پھینکا گیا۔ ان کی ہلاکت کے بعد ملک بھر میں سخت کشیدگی پھیل گئی ہے۔ ملک بھر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ فضائیہ کے طیارے دارالحکومت پر پرواز کر رہے ہیں۔ ملک بھر میں سخت ہنگاموں کا خطرہ ہے۔

○ ایم کیو ایم کے چیئرمین مسٹر عظیم طارق کو گزشتہ روز نامعلوم حملہ آوروں نے ان کی رہائش گاہ پر کراچی میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ صدر، وزیر اعظم وزیر اعلیٰ سندھ اور دیگر اہم شخصیات نے ان کے قتل پر گہرے افسوس کا اظہار کیا ہے۔

○ ٹینس کی معروف خاتون کھلاڑی مونیکا سیلز کو عین کھیل کے میدان میں ایک شخص نے پشت سے خنجر کے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ جس وقت ان پر حملہ کیا گیا وہ میچ کے دو سیٹ جیت چکی تھیں۔

○ سندھ کے وزیر خزانہ مسٹر لیاقت جتوئی مستعفی ہو گئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ وہ صوبائی اسمبلیاں نہ توڑے جانے کے خلاف احتجاجاً مستعفی ہو رہے ہیں۔

○ آل پارٹیز کانفرنس (اے پی سی) نے مطالبہ کیا ہے کہ صوبائی اسمبلیاں توڑ دی جائیں۔ انتخابات فوج کرائے۔ غیر جانبدار الیکشن کمیشن تشکیل دیا جائے۔ کڑے سے کڑے موسم کو بھی الیکشن میں رکاوٹ نہیں بننے دیا جائے گا۔

○ نگران وفاقی کابینہ میں مزید ۱۷ وزراء، دس وزرائے مملکت اور تین مشیروں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ نئے وزراء کے نام یہ ہیں۔ وزراء: احسان الحق پراچہ، جہانگیر بدر، آفاق شاہد، ظفر اقاری، ملک قاسم، آصف احمد علی، احسان اللہ جدون، شریف الدین پیرزادہ، محمد خان شیرانی، اقبال احمد خان، ذوالفقار جاموٹ، گلزار احمد خان، یوسف رضا گیلانی، افضل خان، خورشید محمود قصوری، شاہ فرید الحق اور اسد جونیجو۔ وزرائے مملکت: منیر گیلانی، پرویز علی شاہ، گل شیر خان، ملک اجمل خان کشن چند پروانی، جام معشوق، اصغر علی شاہ، عبدالرحمٰن جمالی، قوزیر حبیب اور عالم زیب خان۔ مشیر: جمال شاہ سید نصرت علی شاہ، بوستان علی ہوتی۔

○ صدر اور وزیر اعظم نے محترمہ بے نظیر بھٹو سے مذاکرات کے بعد خارجی اور داخلی صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکمت عملی وضع کر لی ہے جمعرات کو محترمہ بے نظیر نے دو بار صدر مملکت سے ملاقات کی۔

○ جنرل آصف نواز کی وفات کی تحقیقات کرنے والے ٹربیونل کے روبرو فزیشن میجر جنرل سید توقیر احمد شاہ نے بتایا کہ جنرل موصوف کی بیماری کی وجہ زہر آلود غذا نہیں تھی بلکہ ان کے ای سی جی (دل کی دھڑکن کی ترتیب) میں مسلسل گڑبڑ تھی۔

○ گزشتہ روز ملک بھر میں یوم مئی منایا گیا۔ بڑے بڑے شہروں میں مزدوروں نے جلوس نکالے۔ اخبارات نے خاص مضامین شائع کئے اور ریڈیو اور ٹی وی نے اس دن کی مناسبت سے خصوصی پروگرام پیش کئے۔ ملک بھر کے سرکاری نیم سرکاری اداروں اور اخبارات کے دفاتر میں تعطیل رہی۔ تعلیمی ادارے بھی بند رہے۔

○ وزیر اعظم مسٹر بلخ شیر مزاری نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی حکومت سے الگ نہیں ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر نے علیحدگی کی دھمکی نہیں دی۔ انہوں نے کہا کہ صوبائی اسمبلیاں توڑنے کا کوئی جواز نہیں تمام بڑی جماعتوں کو کابینہ میں نمائندگی دے دی گئی ہے۔

○ وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی نے کہا ہے کہ نواز شریف کی موج میلہ سیاست اب تھوڑے ہی دن کی مہمان ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابق وزیر اعظم نے لوہا دیکھا ہے لوہے کی زنجیریں نہیں دیکھیں انہوں نے کہا کہ فوج کی نگرانی میں انتخابات کرانے پر غور کر رہے ہیں۔

○ امریکی حکومت نے کہا ہے کہ دہشت گردی کے خاتمہ انسانی حقوق اور ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ پر پاکستان اور بھارت سے یکساں سلوک ہو گا۔ امریکی دفتر خارجہ کے افسر نے کہا کہ کشمیر کا جو بھی فیصلہ ہو اس میں کشمیری عوام کے جذبات کو شامل رکھنا ضروری ہو گا۔

○ لیفٹیننٹ جنرل جاوید اشرف کو آئی ایس آئی کا نیا سربراہ بنا دیا گیا ہے۔ سابقہ سربراہ لیفٹیننٹ جنرل جاوید ناصر کی خدمات جی ایچ کیو کے سپرد کر دی گئی ہیں۔

○ بی بی سی اور وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ کابینہ میں توسیع نواز شریف کو سیاسی طور پر تنہا کرنے کی سمت قدم ہے۔ کابینہ میں توسیع کا دوسرا مرحلہ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے قومی حکومت بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ مارشل لاء کی چھتری تلے سیاست کرنے والے کس منہ سے ہم پر تنقید کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کو اپنے حقوق کے لئے سب سے پہلے اپنی صفیں درست کرنا ہوں گی۔

○ سابق وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ ان کی مسلم لیگ علیحدہ حیثیت میں الیکشن لڑے گی۔ بعض نشستوں پر سیاسی جماعتوں سے اتحاد ہو گا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ بے نظیر بھٹو نے صوبائی اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ ترک کر کے صدر سے انتخابات میں دھاندلی کا معاہدہ کر لیا ہے

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے پیپلز پارٹی کو پیشکش کی ہے کہ وہ حکومت میں شامل ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم محترمہ بے نظیر بھٹو اور پیپلز پارٹی کا احترام کرتے ہیں تاہم انہوں نے کہا کہ اگر پی۔ ڈی۔ اے کے اراکین مستعفی ہو گئے تو حکومت خالی نشستوں پر ضمنی انتخابات کرالے گی۔

سیل ۔ سیل ۔ سیل
ماڈرن شوز پر باٹا کی نئی ورائٹی
پر ۳۰ سے ۳۵ فیصد رعایت
سیل آج ۳ مئی ۱۹۹۳ء سے جاری ہے
اوقات دکان: صبح ۹ بجے سے ۱ بجے
شام ۵ سے ۸ بجے رات
ماڈرن شوز
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

○ اگر بھارت اور پاکستان اتفاق کریں تو امریکہ کشمیر کا مسئلہ حل کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ امریکی ذرائع نے "ثالث" کا لفظ استعمال کرنے سے دامن بچاتے ہوئے اپنے مددگار ہونے کی حیثیت کو پیش کیا ہے

کیا آپ کو
پیٹ درد، قبض، اسہال، پیچش، گیس، بدہضمی، معدہ کی سوزش اور السر وغیرہ میں دواؤں کے استعمال سے فائدہ نہیں ہو رہا!
تو
ڈائی جسٹ کیوریٹو سمیل
DIGEST CURATIVE SMELL
سے صرف سونگھنے سے آرام آسکتا ہے ایک شیشی تمام گھر کیلئے کافی ہے۔
میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعائت کے ساتھ (WITH MONEY BACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں۔
قیمت پاکستان میں ۲۰۔۔۔ روپے فی شیشی ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) ۱۰۔۔۔ روپے۔ ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5$ معہ ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کے لئے ریٹ الگ الگ)
روزمرہ استعمال کی ۷ مختلف سمیلز کا پرس RS 150/- میں دستیاب ہے۔ لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔
موجد:۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر آر۔ ایم پی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ فاضل عربی مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ۔
بانی۔ کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن
پیشکش کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل
گول بازار ۔ ربوہ
فون آفس ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ۶۰۷

پتہ